بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اِک دور علی کا تھا کوفے میں امیرانہ

اِک دور علی کا تھا کوفے میں امیرانہ
اَفسوس یہاں زینب آئی ہے اسیرانہ
اِک دور علی کا تھا کوفے میں امیرانہ

شہزادی نکلتی جب سب آنکھیں جھکا لیتے
بازار میں گلیوں میں پلکوں کو بِچھا لیتے
جاتی وہ عَماری میں کیا دَور تھا شاہانہ

تپتی ہوئی راہوں پر دُکھیا کو چلاتے ہیں
بازو میں رسن باندھی اور دِرّے لگاتے ہیں
یہ ثانئِ زہراء ہے اِتنا بھی نہ پہچانا

قرآن سناتا ہے نیزے پہ اَخی کا سر
بالوں سے چھپائے منہ روتی ہے بہن مضطر
چادر بھی نہیں سر پر ، چہرے پہ ہے ویرانہ

دربار میں ظالم کے آئی یہ کھلے سر ہے
لہجے میں ہے زہراء تو اَلفاظ میں حیدر ہے
خُطبے میں صداقت کا لبریز ہے پیمانہ

سر طشت میں بھائی کا دربار میں ہیں لائے
شبیر کے ہونٹوں پر ماری ہے چھڑی ہائے
یہ کیسا ستانا ہے ، کیسا ہے یہ تڑپانا

یاد آیا وہ زینب کو بھائی کا سلام آخر
رو رو کے گلے ملنا ، کہنا یہ کلام آخر
بیٹی ہو علی کی تم مشکل میں نہ گھبرانا

مقتل میں دمِ آخر محشر یہ عیاں دیکھا
شبیر کی گردن پر خنجر تھا رواں دیکھا
ملتے ہوئے لب دیکھے اور سجدۂ شکرانا

کن آنکھوں سے پیاروں کو بے گور و کفن دیکھا
نیزے پہ کیسی کا سر اور دھوپ میں تن دیکھا
شعلوں میں سقیفے کے خیموں کا وہ جل جانا

سینے پہ سکینہ کو اب کون سلائیگا
ظالم کے طمانچوں سے اب کون بچائیگا
کہتی ہے کہ بابا یا عباس کو بُلوانا

سر گود میں بابا کا بیٹی نے لِیا ہائے
لب چُوم کے بابا کے دم توڑ دِیا ہائے
روتے ہیں حرم سارے روتا ہے حَبس خانہ

سیفُ الہدیٰ مولی ہر حَسنات ملے ہم کو
زینب کے وہ آنسوں کی برکات ملے ہم کو
ادنیٰ یہ حسامؔی کی ہے عرض غلامانہ